ٹائی کا مسئلہ اور مفتی نظام الدین مبارکپوری

حضرت علامہ مولانا مفتی ناظر اشرف قادری، ناگپور

ہمارے اسلاف کرام ہمارے لئے نمونۂ عمل تھے۔ خود عزیمت پر عمل کرتے اور عوام الناس کو عزیمت کی ترغیب وترہیب دیتے رہتے۔ پہلے شریعت پر عمل کرانے کی سعی بلیغ کی جاتی تھی۔ اور آج عوام الناس کی طبیعت کے مطابق فتوے صادر کئے جاتے ہیں۔ پہلے عوام بھی ناجائز کو ناجائز اور حرام کو حرام سمجھتا تھا۔ جسکی تاثیر یہ ہوتی تھی۔ کہ عوام مسلمین کے لئے بے شمار افراد میں خوف خدا اور شرم نبی موجود رہتا۔

لیکن ماضی قریب کے چند برسوں سے تحقیق کے نام پر کچھ ایسے محققین عصر پیدا ہوگئے ہیں۔ کہ عوام کی خواہشات کے مطابق احکام صادر کرنے کا نام رخصت دے رکھا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ مسائل جدیدہ کی تحقیق کے نام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ اور سرکار مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہٗ کے فتویٰ پر بھی اسباب ستہ کا آڑ لیکر شبخون مارا جارہا ہے۔ اور غیر شرعی فتاوے کا نام شریعت بازی رکھا جارہا ہے۔

اپنی فتووں کے سلسلے کی ایک کڑی کا نام ہے ''ٹائی کا مسئلہ اور مفتی نظام الدین مبارکپوری'' دہلی کا مشہور ''ماہنامہ جام نور'' شمارہ مارچ ۲۰۱۰ء میں۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب نے تذکار کے تحت۔ حضرت علامہ حافظ عبد الروف بلیاوی علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔ جو الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی تدریسی زندگی سے متعلق ہے۔ اسی ضمن میں صاحب تذکرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:....

''انہی ایام میں میں نے ایک دن حافظ جی سے پوچھا کہ آج کل ٹائی کا مسئلہ عام ہوگیا ہے کالجوں کے لیکچرار، سرکاری افسران حتی کہ عصری تعلیم کے اسٹوڈنٹ عام طور پر ٹائی استعمال کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ جبکہ اسکا استعمال حرام قرار دیدیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اب اسکا استعمال لوگ محض فیشن کے طور پر کرتے ہیں۔ کسی خاص قوم کا شعار نہیں رہ گیا ہے۔ اس لئے اس پر من تشبہ بقوم فھو منھم کے تحت حرام ہونے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔ یہ غالباً ۱۹۵۹ء کی بات ہے جب مجھے ۱۹۹۲ء جشن حضور مفتی اعظم ہند ممبئی میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور اسٹیج پر عین خطاب کے دوران ایک فتویٰ گشت کرتے کرتے مجھ تک پہونچا۔ تو میں نے دیکھا کہ اسمیں ٹائی کے استعمال کے حرام ہونے کی بات کہی گئی ہے۔ میں نے اپنی اس یاد داشت کی بنیاد پر فتویٰ کی تحریر پر اختلافی نوٹ (Note of Descent) لگایا میرے برابر میں مولانا یٰسین اختر مصباحی اور مولانا ادریس بستوی بیٹھے ہوئے تھے۔ جو میری تحریر ملاحظہ کررہے تھے۔ انہوں نے بھی دستخط کرنے سے انکار کردیا۔

برسوں بعد مفتی اشرفیہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب سے ٹائی کے استعمال کے تعلق سے بات ہوئی تو انہوں نے صاف لفظوں میں فرمایا۔ کہ'' میں ٹائی کے استعمال کو حرام قرار نہیں دیتا۔ کہ اب یہ کسی قوم کا نہ مذہبی شعار ہے، نہ قومی''۔

شعار...لغت میں علامت ونشانی کے معنی میں ہے، اور عرف میں کسی قوم یا مذہب کی خاص علامت کو شعار کہتے ہیں۔ مگر یہ بات ذہن نشین رہے۔ کہ قوم شعار اور مذہبی شعار دونوں کا حکم یکساں نہیں ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ۶ ر جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کے ایک سوال کے جواب میں امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ:....

''اگر شعار مذہب ہے، تو کفر ہے، اور اگر شعار مذہب نہیں ہے، بلکہ خصوصیات قومی سے ہے تو ممنوع وناجائز ہے۔ اور حدیث صحیح ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' شعار مذہب کی صورت میں اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اور شعار قوم پر اس حدیث صحیح کا انطباق بر بنائے زجر وتہدید ہے۔ کیونکہ شعار قوم کے احکام ممالک ومراسم کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ

شعار مذہب کے احکام ممالک ومراسم کے اختلاف سے بلا عذر شرعی مختلف نہیں ہوتے۔ ہاں عدم علم کی بنیاد پر حکم میں تسہیل ہوسکتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ٹائی شعار مذہب ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلے میں دنیائے سنیت کی اس عبقری شخصیت کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔ جنکی ولایت کی بشارت وقت ولادت شیخ الشیوخ سراج السالکین ،قطب العارفین سیدنا ابوالحسن نوری مارہروی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے دی۔ وہ تاجدار اہلسنت ،سراج الفقہاء، نائب غوث الوریٰ ،فتاویٰ مصطفویہ جلد ثالث ص ۲۴۰ پر ارقام فرماتے ہیں:۔

''ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار، بد انجام ہے، نہایت بد کام ہے ۔وہ کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والاکرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سولی دیئے جانے، اور سارے نصاریٰ کے فدیہ ہوجانے کی والعیاذ باللہ تعالیٰ ،ہر نصرانی یوں ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے۔ ہر ٹوپ میں + نشان صلیب رکھتا ہے، جیسے کراس مارک کہتے ہیں۔ ٹائی کی طرح یہ کراس مارک بھی رد قرآن ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کہ قرآن فرماتا ہے۔'' ما قتلوہ وما صلبوہ '''' یہود نے نہ عیسیٰ مسیح کو قتل کیا نہ سولی دی''۔**صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید نا محمد وعلیہ وعلیٰ جمیع الانبیاء المرسلین وعلیٰ اٰلِ سید نا ومولانا محمد و صحبہ وبارک وسلم۔**

مگر جہال اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ اسے محض ایک وضع جانتے ہیں۔ اس لئے انہیں اس کے لگانے پر کافر نہ کہا جائیگا ۔کفریت قول یا فعل اور بات ہے ۔اور مرتکب کو کافر ٹھہرانا اور۔ **واللہ تعالیٰ ہادی وھومولیٰ اعظم''۔**

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا مذکورہ بالا فتویٰ ۲۹رجب ۸۶ ہجری کا ہے۔ جو میری اس تحریر کے وقت ۴۷ سال ۲ ماہ کا عرصہ ہورہا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے بقول ،حافظ جی کے قول کا زمانہ تقریباً ۵۷ ستاون برس ہے۔ یعنی حضور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ ارقام فرمانے سے دس سال قبل حافظ جی نے فرمایا تھا کہ اب اسکا استعمال لوگ فیشن کے طور پر کرتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو کام فیشن کے طور پر کرے، وہ جائز ومباح ہے؟۔

گویا معذرت کے ساتھ اب یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ امام اہل سنت کے بتائے ہوئے اسباب سے توڑ مروڑ کر سجدہ ہوگئے تھے۔ اب ترقی کرکے ثمانیہ ہوچکے ہیں معاذ اللہ رب العلمین۔ اگر فیشن کو ہی بنیاد بنالیا جائے ۔تو بعض علاقوں میں خشخشی داڑھی کا فیشن، ولایتی کتے پالنے کا فیشن، گرل فرینڈ وغیرہ وغیرہ کا فیشن ثمانیہ کے وسیع دائرہ کے تحت جائز ومباح ہوکر شریعت اسلامیہ کے لئے مذاق کا باعث بن جائیگا۔ حافظ جی کا مزید برآں یہ کہنا کسی خاص قوم کا شعار نہیں رہ گیا ہے۔ اس لئے اسپر'' من تشبہ بقوم فھو منھم '' کے تحت حرام ہونے کا حکم نہیں دیا جائیگا۔

اس جملہ سے ڈاکٹر صاحب در پردہ حافظ جی کی علمی لیاقت پر زبردست حملہ کناں ہیں۔ اس لئے کہ حافظ جی علیہ الرحمہ درسی علوم پر ملکۂ تامہ رکھنے والی ذات کا نام تھا۔ اس جیسی مقدس ذات سے بے موقع مذکورہ جملہ کا صدور علم فقہ سے عاری ہونے کا بین ثبوت ہے۔ کیونکہ فقہ کا ہر طالب علم اچھی طرح جانتا ہے کہ من تشبہ والی حدیث صحیح کا اطلاق قومی شعار پر زجر وتوبیخ کے طور پر ہے۔ بربنائے حقیقت نہیں ۔تو پھر حافظ جی علیہ الرحمہ جیسی تبحر علم رکھنے والی ذات ٹائی کے استعمال کو صرف قومی شعار جانیں۔ اور مذہبی شعار نہ مانیں۔ اور اپنے عصر میں'' من تشبہ والی حدیث صحیح کا انطباق قومی شعار پر کرکے حکم حرمت کے منکر ہوجائیں۔ اور ان کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ حدیث صحیح کا اطلاق حقیقۃً بالذات مذہبی شعار پر ہے۔ نہ کہ قومی شعار پر۔ مگر ڈاکٹر صاحب حافظ جی علیہ الرحمہ کی طرف مذکورہ قول کا انتساب کرکے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ٹائی قومی شعار ہے۔ مذہبی شعار نہیں۔ اور حافظ جی علیہ الرحمہ کا یہی عندیہ ہے۔ اور علم وحکمت، تدبر وتفقہ فی الدین میں حافظ جی کے بالمقابل سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیثیت سمندر کے مقابل بلبلے سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ یا آفتاب کے مقابل چمکتے ذرے سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر صاحب نے

اپنی یادداشت کی بنیاد پر ۱۹۹۲ء میں جشن حضور مفتی اعظم ہند کے موقع پر ہمین خطاب کے دوران ایک فتوٰی گشت کرتے کرتے ان تک پہنچا۔ توانہوں نے اس فتوٰی کی تحریر پر اختلافی نوٹ لگا دیا۔ ڈاکٹر فضل کا اختلافی نوٹ لگانا تھا کہ انہی کے مساوی دو فقیہان عصر نے دستخط سے انکار کر کے ڈاکٹر صاحب کے تفقہ فی الدین پر آخری کیل ٹھونک دیا۔

ڈاکٹر صاحب ایک زمانہ سے اپنے موقف کی تائید وتوثیق کے لئے جدید مفتی کے متلاشی تھے۔اور برسوں بعد مفتی نظام الدین ان کے ہاتھ آگئے۔تحریر فرماتے ہیں:...

''برسوں بعد مفتی اشرفیہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب سے ٹائی کے استعمال کے تعلق سے بات ہوئی، توانہوں نے صاف لفظوں میں فرمایا۔ کہ میں ٹائی کے استعمال کو حرام قرار نہیں دیتا۔ کہ اب یہ کسی قوم کا نہ مذہبی شعار ہے۔نہ قومی''۔

فکر ونظر کی بات تو یہ ہے کہ سرکار مفتی اعظم ہند نوراللہ مرقدہٗ کے فتوٰی مبارکہ سے مفتی اشرفیہ کے عدول کی وجہ کیا ہے؟ اسباب ستہ یا کچھ اور؟۔اف! اسباب ستہ کا بوجھ حضرت والا کندھوں پر لیکر کہاں کہاں پھرتے رہیں گے۔اسے تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

لیکن اتنی بات میں ضرور عرض کرونگا کہ مفتی اشرفیہ کا کلمۂ طیبہ (لغوی معنی کر) یہ ہے کہ اب یہ کسی قوم کا مذہبی شعار ہے۔ نہ قومی۔

تو کیا جو مذہبی شعار ہے، وہ بھی تبدل زمان ومکان سے متغیر ہوتا ہے۔یا نہیں؟۔

مثلاً (۱)۔رکشا بندھن۔ ہندؤوں کا مذہبی شعار ہے۔اور بعض علاقوں میں مسلمان بھی اس بلا میں گرفتار ہیں۔تو کیا رکشا بندھن غیر مسلموں کے مذہبی شعار سے خارج ہوجائیگا؟۔

(۲)۔ مثلاً ہولی۔ ہندؤوں کا مذہبی شعار ہے۔ بہار وبنگال، آسام واتر پردیش کے بہت سے مقامات پر مسلمان بکثرت ہولی کھیلتے ہیں۔تو کیا ہولی غیر مسلموں کے مذہبی شعار سے خارج ہوکر اہل اسلام کیلئے جائز ہوجائیگا؟۔

(۳)۔ مثلاً۔داڑھی رکھنا مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے۔اور تمام مذاہب باطلہ کے سنت سادھو، پادری وغیرہ داڑھی رکھتے ہیں۔تو کیا داڑھی رکھنا بڑھانا۔ بربنائے اشتراک مذہبی شعار سے خارج ہوجائیگا؟۔وغیرہ وغیرہ۔ اگر ایسا ہی ہے، کہ مذہبی شعار سے خروج متیقن ہے، تو اس کے لئے بینہ لازمی ہے، اور مفتی اشرفیہ کا اپنا کلمۂ طیبہ (لغوی معنی کر) کہ اب یہ کسی قوم کا نہ مذہبی شعار ہے۔نہ قومی۔ صداقت پر محمول ہوگا۔ کیونکہ مفتی اشرفیہ کو اقرار ہے کہ اب سے پہلے، ماضی قریب وبعید میں ۔ ٹائی کسی قوم کا مذہبی شعار تھا، اور قومی شعار بھی، یعنی دونوں کا اجتماع۔یا اقرار اس پر کہ صرف مذہبی شعار، قومی شعار نہیں، یا اقرار اسپر کہ صرف قومی شعار، مذہبی شعار نہیں۔ اور دونوں کا ارتفاع، تو خود مرتفع۔ لہٰذا اسمیں مفتی اشرفیہ سے سوال اقرار ہی بیکار وبے سود، اور قومی شعار کے بارے میں امام اہلسنت کا ارشادگرامی گذر چکا کہ ممالک ومراسم کے اختلاف سے اس کے احکام مختلف ہوتے ہیں۔لیکن مذہبی شعار کے احکام قومی شعار کے احکام سے منفصل ہیں تو معلوم ہوگیا کہ سرکا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا فتوٰی بازغہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ارشاد کے مطابق ہے۔

وآخردعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔